بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نقشِ آغاز

- شراب و قمار، بصورت ریفل ٹکٹ یا جوئے کا گرم بازار
- قومی زندگی کا تشویشناک مرحلہ
- حکومت کی پالیسی ترجیحات یا حرص و آز کی قحبہ گری
- اربابِ اختیار کے خطرناک عزائم اور اہلِ وطن کی ذمہ داریاں
- جہاں اگرچہ دگرگوں ہے قم باذن اللہ

قومی زندگی کا تشویشناک مرحلہ

مرض خواہ بظاہر کتنا ہی معمولی ہو مگر نتائج کے اعتبار سے اس وقت انتہائی پریشان کن صورت اختیار کر لیتا ہے جب مریض کے اندر اپنی علالت کا احساس ختم ہو جائے اور وہ مرض کو سمجھتے ہوئے اس پر ذہنی اعتبار سے اطمینان کا اظہار کرنے لگے۔ یہ بات جس قدر جسمانی امراض کے بارے میں صحیح ہے اسی قدر افراد اور قوموں کے روحانی اور اخلاقی عوارض کے بارے میں بھی درست ہے کسی اخلاقی انحطاط کے شکار فرد اور روبہ زوال قوم کی زندگی اس وقت تشویشناک مرحلے میں داخل ہو جاتی ہے جب فرد اور قوم کے دل میں احساسِ زیاں کی چنگاری بجھ جائے اور انحطاط و زوال پر کرب و اضطراب کی ٹیس محسوس کرنے کے بجائے قلب و دماغ کی آسودگی تلاش کرنے لگیں یہ کیفیت اس امر کی واضح شہادت مہیا کرتی ہے کہ اس فرد اور قوم میں اصلاحِ احوال کی کوئی امنگ اور ولولہ باقی نہیں رہا اور اپنی بربادی کو اپنا مقدر سمجھ کر اس کے ساتھ ذہنی مناسبت پیدا کرنے کے لئے تیار ہے۔ یہ بات اگرچہ بڑی تکلیف دہ ہے مگر اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہم اہلِ پاکستان بحیثیتِ قوم مرض کے اس تشویشناک مرحلے سے گذر رہے ہیں جس میں ہم انحطاط اور بربادی کے ساتھ ذہنی مناسبت اور ہم آہنگی پیدا کرنے کے مختلف حیلے بہانے تراشتے رہتے ہیں۔

چنانچہ ملک میں قانونی ممانعت کے باوجود قومی پریس میں قطعی دستاویزی شہادتوں کے ساتھ یہ خبر چھپ چکی ہے کہ وزیراعظم کی کراچی میں ذاتی رہائش گاہ بلاول ہاؤس کو دبئی سے بڑے پیمانے پر شراب اسمگلنگ کی جارہی ہے اور گذشتہ ہفتہ یہ خبر بھی تمام اخبارات میں چھپ چکی ہے کہ سندھ حکومت نے مزید تین شراب خانے قائم کرنے کے لائسنس بھی جاری کردیے ہیں۔

دوسرا یہ کہ ملک بھر میں تقریباً ڈھائی تین ماہ سے تمام ذرائع ابلاغ اور قومی اخبارات میں جوابازی کی

"تازہ ترین نئی سکیم سبور ریفل ٹکٹ کے خوشنما دلاویز بڑی سائز کے جاذب نظر، جوا انگیز اشتہارات اور اعلانات اولین صفحات اور اہم ترین نشریات کے طور پر شائع کئے جا رہے ہیں۔ مگر ذمہ داران قوم اور عوامی سطح پر ردّ عمل اور بطور احتجاج کے بھی اب تک کوئی طاقت ور اور مؤثر آواز سننے میں نہیں آئی۔ مسلم سوسائٹی اور اسلامی ریاست میں شراب کا کاروبار اور جوئے کا بازار گرم ہو اور معاشرہ کے مختلف طبقات اس ناخوب کو بھی بتدریج خوب سمجھ کر اس لئے آرام سے بیٹھ جائیں کہ فضا مکدر ہے آواز اٹھائیں گے تو لوگ خندۂ استہزا بنائیں گے۔ اور اس سے تو جمہوریت کی گاڑی کا بھی پٹڑی سے اتر جانے کا امکان ہے تو قومی زوال اور انحطاط و ادبار اپنے وقت سے پہلے بلائیں لینا شروع کر دیتا ہے ؎

اگر بہارِ چمن تم اسی کو کہتے ہو
تو اس طرح کی بہارِ چمن سے کیا ہوگا

خمر و میسر کی حرمت و مضرت اور جوئے کی جدید ترین سکیموں کا شرعی حکم

شراب اور جوا جس طرح آج فرنگی تہذیب میں جائز ہی نہیں بلکہ عین اس تہذیب کا جز بنے ہوئے ہیں اور دلیلِ عزت و شرافت ہیں اسی طرح قدیم عربی تہذیب کا بھی جز و تھے۔ اور لوازم شائستگی سمجھے جاتے تھے اکیلے عرب ہی نہیں یہ شغلے سارے روئے زمین پر پھیلے ہوئے تھے۔ ہندی تہذیب، مصری تہذیب، یونانی تہذیب رومی تہذیب تو خیر خود ہی جاہلی تہذیبیں تھیں اسرائیلی اور مسیحی تہذیبیں تک ان کی روک تھام نہ کر سکی تھیں شریعت اسلامی ہی دنیا کا وہ قانون ہے جس نے آکر ان کی قطعی حرمت کا اعلان کر دیا۔ اور پھر اسلامی ریاست خدا کی دھرتی پر رشکِ فردوس اور گہوارۂ امن بن گئی۔

قرآنِ حکیم نے فیھما اثم کبیر (کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے) کا واضح اعلان کیا ہے اثم کا لفظ ہر ایسے فعل کے لئے آتا ہے جو نیکی کی راہ سے رکاوٹ پیدا کرنے والا ہو اسم لافعال المبطئة عن الثواب (راغب) اثم کا اطلاق کسی عمل پر خود اسے حرام قرار دینے کے لئے کافی ہے پھر یہاں پر تو اس کی تاکید بھی کبیر کے ساتھ موجود ہے۔

معاشرہ میں آج تک جتنے فسادات شراب اور قمار سے پیدا ہو چکے ہیں اظہر من الشمس ہیں گالیاں یہ بکوائے، بے حیائی یہ پھیلائے حرام کاری کی طرف یہ لائے بلوے دنگے یہ کرا دے چوری ٹھگی پر یہ آمادہ کر دے قتل کی نوبت یہ لے آئے عبادت، طہارت اور پاکیزہ ملنشی سے یہ روک دے اور اسراف تو اس کے لئے کوئی بات ہی نہیں۔ قرآنِ حکیم میں خمر کی طرح "میسر" بھی اپنے وسیع معنی میں استعمال ہوا ہے اور جوئے کی تمام اقسام پر شامل ہے۔ کل شیئ فیہ

قمار فهو من الميسر (نتائج) اس لغوی مفہوم پر صحابہؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ اور جمیع مفسرینؒ نے مہرِ تصدیق ثبت کی ہے سیور ریفل ٹکٹ بھی تو اسی "میسر" سکیم کا ایک حصہ ہے۔ محض قمار بازی کی لائی ہوئی مصیبتیں بھی کچھ کم نہیں ہیں۔ فرنگستان کے سب سے بڑے قمار خانے مونٹے کارلو میں ہر سال کتنی بے شمار دولت تلف ہوتی ہے جوئے کی جدید ترین شکلوں بیمہ کمپنیوں کے جوئے، گھڑ دوڑ کے جوئے، لاٹریوں کے جوئے، سٹہ بازی کے جوئے اور اب سیور ریفل ٹکٹ کے نام سے تازہ ترین جوا سکیم، غرض کوئی کہاں تک شمار کرے۔

امام راغبؒ نے مندرجہ بالا آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے بڑے پتے کی بات کہی کہ شراب و قمار ان دونوں مشغولوں کے اندر نیکیوں سے بڑی رکاوٹ ہے فی تناولهما ابطاء عن الخيرات (راغب) یہ بجا ہے کہ جوئے میں جو جیتتا ہے اسے بلا مشقت و تعب تھوڑی ہی دیر میں آمدنی ہو جاتی ہے۔ مگر دینی و روحانی مضرت، قومی انحطاط ملی زوال، اخلاقی انارکی اور سب سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کے غضب و لعنت کا استحقاق بھی تو مقدر بن جاتا ہے۔ یہ فخر تاریخ میں اسلام ہی کو حاصل ہے کہ اس نے اپنے ایک اشارہ سے اپنے حدود مملکت سے یہ کہنا چاہیے کہ ان خبائث (جوا اور شراب) کا خاتمہ ہی کر دیا اور افراد و اشخاص کی کارستانیوں سے قطع نظر امت کی نظر میں بحیثیت مجموعی لفظ "شرابی" اور لفظ "جواری" دونوں کو انتہائی تحقیر و ذلت کا لقب ٹھہرا دیا اور یہ خالص دینِ اسلام ہی کا معجزہ ہے کہ اس نے اپنے پیروؤں کو جہاں تک ان اخلاقی نجاستوں کا تعلق ہے پاکیزگی اور ستھرائی کے اس بلند مقام تک پہنچا دیا جہاں تک باوجود علم و فضل اور فہم و دانش کے بلند بانگ دعاوی کے آج تک نہ تو اقوامِ متحدہ کا کوئی ادارہ یا اعتدال و احتیاط کی تبلیغ کرنے والی کوئی بین الاقوامی انجمن پہنچا سکی ہے اور نہ کوئی گورنمنٹ اور نہ کسی بھی گورنمنٹ کا قانونِ امتناع جاری کرنے والا کوئی ادارہ۔

قمار بازی کے باب میں قانونِ اسلام سے باغی و منحرف ہو کر یورپ نے اپنے ہاتھوں سے جو اپنا حال تباہ کیا وہ عالم آشکارا ہے جہاں خودکشی اور اقدام خودکشی کے کتنے واقعات مے نوشی اور قمار بازی کا نتیجہ ہوتے ہیں پھر مالی ابتری کا اندازہ اس سے کیجئے کہ یورپ کی پہلی جنگِ عظیم سے قبل، اکیلے ملک انگلستان سے متعلق تخمینہ ہے کہ کم از کم دس کروڑ پونڈ سالانہ کی رقم اپنے مالکوں کے قبضہ سے نکل کر جواریوں کے ہاتھ میں پہنچتی رہتی ہے (انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس جلد ۶ ص ۱۶۴) یہ تخمینہ یورپ کے صرف ایک ملک اور ایک چھوٹے سے رقبے سے متعلق تھا اور وہ بھی پہلی جنگِ عظیم سے قبل کا، یورپ کے کل ملکوں اور امریکہ کی ساری دنیاؤں کی مجموعی تباہ کاریوں کے جدید ترین تخمینہ کے لئے تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ حساب کے کن ہندسوں تک میزان پہنچے

حکومت کے خطرناک پالیسی ترجیحات

اس قدر واضح اور بیّن حقائق کے باوجود ارباب بست وکشاد حمیت اہل وطن کو خمر و میسر کی دلدادگی اور وارفتگی اور بنت عنب و قمار کی دیوی کی بھینٹ چڑھانے کی ادھار کھائے بیٹھے ہیں اور اب کے نئے انقلابیوں نے تو قوم اور تمام اہل وطن کو رجلیت اور مردانگی سے غیر مسلح کرکے عیاشی اور بے کار رہنا کر ناچ و رنگ اور ساز و آہنگ میں لگا دینے کی پالیسی کو ترجیحی طور پر اپنا لیا ہے۔ مغربیت اور فیشن پرستی کو ذرائع ابلاغ میں اس قدر فروغ حاصل ہو گیا ہے کہ نوجوان ایک دوسرے پر سبقت لے جانے میں باہم رقابت اور حسد کرنے لگے ہیں اور اس سب کچھ کا بنیادی سبب یہی ہے کہ مردوں کو نامرد، عورتوں کو بے پردہ، بہادروں کو بزدل، غیرت مندوں کو حمیت سے عاری اور حیاداروں کو حیا سے خالی کر دیا جائے یہ ساری مہم ثقافت، قومی خدمت، غریبوں سے ہمدردی اور فلاح کے نام پر چلائی جا رہی ہے۔ کراچی میں تین شراب خانوں کے لائسنس، انعامی بانڈز اور اب سیور ریفل ٹکٹ بھی اسی شجرہ خبیثہ کے زہریلے برگ و بار ہیں۔

اسلامی فکر اور اخلاقی اقدار کو مسمار کرنے کے لئے لادینی فحش لٹریچر، عریاں تصاویر، ننگے مضامین ڈرامے بکثرت نشر کرا کے ارتدادی اشتراکی ثقافت، دھریت، مادیت جوابازی اور حرص و لالچ کے جراثیم پھیلائے جا رہے ہیں تاکہ مسلمان اسلامی عقائد و اخلاق سے منحرف ہو جائیں اسی غرض کے پیش نظر سیور ریفل ٹکٹ کی صورت میں تخیلاتی مادی ترقی کی دوڑ میں قوم کو مبتلا کر کے اسلامی تہذیب و تمدن، اسلامی اخلاق و اعمال، اسلامی فکر و نظر، صبر و توکل اور تقویٰ و قناعت سے بلطائف الحیل متنفر کر کے انہیں مغربی تہذیب، حرص و آز، لالچ و مادیت اور جوابازی کے دلدل میں آسانی سے پھنسایا جا رہا ہے۔

اہل وطن کو انحطاط، اخلاقی انارکی، قومی ادبار، شراب و جوابازی اور مادیت میں رقابت و مسابقت کی بدترین ہلاکت و تباہی سے دوچار کرنے میں وہی قوتیں مصروف عمل ہیں جو سیاسی اعتبار سے قومی پالیسی اور اختیار کے اعتبار سے حکومتی مشینری کے مالک ہیں اور یہ سب کچھ علم و ارتقاء، جمہوریت کے فروغ، آزادی، تہذیب و تمدن، جمہوری انقلاب، قومی خدمت اور روشن خیالی کے نام پر ہو رہا ہے اور وہ عالمی قزاق کر رہے ہیں جو اب تمام ملت سے اخلاقی قزاقی کی دوڑ میں بھی سب سے آگے بڑھنا چاہتے ہیں ؎

وہ تیرا التفات ہو یا تیرا وعدہ کرم ہو
وہ ستم کا پیش خیمہ، یہ جفا کی پیش بندی

شراب اور جوا بازی کی سرپرستی یا حرص و آز کی قحبہ گری

آخر، قومی پالیسی کے اربابِ بست وکشاد جوا بازی اور اخلاق باختگی کی فضا پیدا کر کے اہل وطن سے ملک کی نظریاتی اساس، عظمتِ اسلام، اخلاقی اقدار کی رفعت اور چادرِ عفت وحیا سلب کرنے کے درپے کیوں ہیں؟ شربِ خمر، جوا بازی اور حرص و آز کی قحبہ گری کو کیوں فروغ دیا جا رہا ہے؟ یہ اس لئے کہ حکمرانوں کے گریبانوں میں پڑنے والے نسلِ نو کے طاقت ور ہاتھ شل ہو جائیں اور اسلامی انقلاب کی تلوار چلانے کے بجائے جوئے کی مسابقت اور دوشیزاؤں کی آبرو اور عفت کے لوٹنے میں مصروف کار رہیں — اس کی اصل وجہ قوم کی یہ بدقسمتی ہے کہ زمام اقتدار ہی ان لوگوں کے ہاتھوں میں آگئی ہے جن کی روح ثقافت زدہ جن کے نفس خمر و میسر اور حرص و آز کے زہر سے مسموم ہو چکے ہیں اور اب یہ تصور کہ ان کے عہدِ اقتدار میں ابلیسی ثقافت، ارتدادی معاشرت، سیاسی منافقت جوا بازی، اخلاق باختگی اور حلال و حرام کی تمیز کئے بغیر مادی ترقی میں مسابقت کے طوفان اور تباہ کن سیاہ سیلاب کے سامنے کوئی بند باندھا جائے گا ایسا ہی ہے جیسے کیکر کے درخت سے انگور کے پھل کی توقع کی جائے جب تک یہ اقتدار رہے گا اس کے مذکورہ تلخ اور زہر آلود ثمرات پھیلتے اور پھولتے ہی رہیں گے اگر خیر کی توقع کی جا سکتی ہے اور اصلاحِ احوال مطلوب ہی ہے تو انقلاب اور اسلامی انقلاب کی جانب قدم بڑھانے ہوں گے ؎

نگاہِ شوق میسر نہیں اگر تجھ کو
ترا وجود ہے قلب و نظر کی رسوائی

دستور نیا اور نئے دور کا آغاز

اس وقت اسلامیانِ پاکستان ایک نازک ترین دور سے گذر رہے ہیں ہر طرف سے ان کے تدین، ان کے مذہبی تصلب اور ان کے ایمان و اسلام کے خلاف یلغار جاری ہے نت نئی پالیسیاں اور سازشیں ہو رہی ہیں کئی قسم کے زہر پھیلائے جا رہے ہیں طرح طرح کے فتنے جگائے جا رہے ہیں کچھ لوگ اسلام سے باہر رہ کر اس سے برسرپیکار ہیں اور کچھ بدقسمتی سے اس کے اندر رہ کر لادینی قوتوں کا آلۂ کار بن کر تخریب کاری میں مصروف ہیں۔ آرٹ کونسلوں، ثقافتی اداروں، سیور ریفل ٹکٹ کے ذمہ داروں، لادین سیاست دانوں، تحریکِ آزادیٔ نسواں کے علمبرداروں نے اس کے خلاف مورچے قائم کر رکھے ہیں اور اب اخبارات میں مادر پدر آزاد مضامین، عریاں تصاویر اور سیور ریفل ٹکٹ کے بڑے بڑے خوشنما اشتہارات نسلِ نو کو اسلامی تعلیم و اخلاق سے منحرف کرنے میں مرکزی اور مؤثر ادا بنیادی کردار ادا کر رہے ہیں۔ یہودی سازشی ذہن نے تو تعلیم گاہوں سمیت تمام سرکاری اداروں اور ذرائع

ابلاغ کے اندر گھس کر کمین گاہیں بنا رکھی ہیں۔

اندازہ ہوتا ہے کہ پاکستان میں اب کے جمہوری انقلاب نے حرص و آز، شراب و جوابازی اور اخلاقی انارکی کے لادینی سرطان کو وسیع اور عمومی سطح پر پھیلانے کا قطعی عزم کر رکھا ہے جس سے وہ اہل وطن بالخصوص نسلِ نو کے اخلاقی، تعلیمی اور خالص مذہبی اور دینی مستقبل کو مخدوش بنانا چاہتے ہیں۔ شراب کی آزادی اور سیور ریفل ٹکٹ کے اجراء جیسے مذموم اقدامات اسی کا پیش خیمہ ہیں ع

دستور نیا اور نئے دور کا آغاز

ایسی صورت حال کے پیش نظر یہی وقت جہاد ہے اور یہی وقتِ انقلاب ہے۔

ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنے گھروں، اپنے محلوں، اپنی سوسائٹی، اپنے ماحول اور اپنے ملک و وطن کا جائزہ لے اور یہ دیکھے کہیں اس کے نونہال کو خمر و قمار، ثقافت وارتداد، جوابازی، سودخوری اور سیور ریفل ٹکٹ کے نام سے مادیت پرستی اور اخلاقی انارکی کے ٹیکے تو نہیں لگائے جا رہے؟

ان میں معصیت و بغاوت اور بے حیائی و ثقافت کے جراثیم تو نہیں پھیلائے جا رہے یا وہ آزاد تہذیب مغربی ثقافت اور لادینیت کا شکار تو نہیں ہو چکے ہیں جب تک قوم و ملت کے افراد اور نسلِ نو کی ذہنی تطہیر نہیں ہوگی ملک کا مستقبل اور اخلاق و شرافت کا تحفظ ہمیشہ خطرہ میں رہے گا

یہی انداز مے نوشی رہے گا

تو یہ شیشے نہ پیمانے رہیں گے

ارباب اختیار کے خطرناک عزائم اور اہل وطن کی ذمہ داریاں

ایسے حالات میں اہل وطن کو اجتماعی طور پر یہ سوچنا ہوگا کہ ہماری ملکی سطح کی سیاست، ہماری مساعی و تبلیغ ہمارے مدارس و تعلیم ہماری جماعت سازی و تنظیم، ہماری معاشرت و تہذیب اور ہمارے اعمال و کردار کا ہدف کیا ہونا چاہئے۔ کیا پاکستان میں جمہوریت کی بحالی، اور آزادی کے حصول کی غرض شُرب خمر اور فروغ میسر تھا؟ کیا قیام پاکستان، اس کی تعمیر و ترقی اور استحکام مسلمان اس لئے چاہتے تھے کہ یہاں ناچ اور گانے کی آزادی، شراب پینے اور جوا کھیلنے کی آزادی، عریانی اور فحاشی کی آزادی اور بے شرمی و بے حیائی کی آزادی ہوگی؟

ان چیزوں میں وہ کونسی چیز تھی اور وہ کونسی آزادی تھی جو انگریز کے دور میں ہمیں حاصل نہ تھی ہمیں ناچ گانے جوئے اور شراب اور زنا کاری سے منع کرنے والا کون تھا ہم نے پاکستان اس لئے نہیں بنایا تھا کہ یہاں شراب اور جوئے کی اجازت کے قوانین بنائیں، سیور ریفل ٹکٹ جوا سکیم اور غیر اسلامی قوانین چلائیں یا الحاد اور دہریت

کی نظریات والی قوتوں کے ہاتھ میں زمام اقتدار دے کر پوری دنیا میں ہزیمت و رسوائی کے عنوان سے شہرت حاصل کریں بلکہ مقصد یہ تھا کہ اسلامی قوانین کی ترویج، نظام شریعت کی تنفیذ، اسلامی اقدار کا احیاء، نبویؐ تعلیمات کا فروغ، محمدیؐ تہذیب کی بالادستی اور قرآنی تعلیم کی تدریس اور اشاعت عام ہوگی۔ مگر یہاں کی صورت حال تو کچھ ایسی ہی ہے کہ ؎

چمن میں لائے تھے دامانِ آرزو لے کر
چمن سے لے کے گریبانِ تارتار چلے

یا

بہار میں بھی گلستان کا کیا کہوں احوال
ہیں اتنے کانٹے کہ دامن بچانا مشکل ہے

جہاں اگرچہ دگرگوں ہے قم باذن اللہ

جو آزادی اور جمہوریت کی جو بحالی مسلمان قوم میں اسلامی اقدار، اسلامی تہذیب اور اسلامی زندگی پیدا کرنے کا ذریعہ نہیں بن سکتی اس جمہوریت اور اس آزادی کی حفاظت مسلمان کبھی نہیں کرسکتا دنیا کی کوئی دوسری قوم کسی دوسری چیز کے بل بوتے پر اپنی آزادی کی حفاظت کے لئے لڑ سکتی ہے لیکن مسلمان اگر جان دے سکتا ہے تو صرف ایمان اور اسلام کے لئے۔ وہ جس ایمان کو عزیز رکھتا ہے اس کے ضائع ہونے کا خطرہ اسے سربکف بنا سکتا ہے لیکن جب سرے سے اس کے ایمان ہی کی جان نکال دی جائے تو اس کے بعد وہ محرک کیا رہ جاتا ہے جس کے لئے وہ جان دے گا۔ بہرحال ہمارا کل بھی دوستوں سے یہی مشورہ تھا اور آج بھی یہی گذارش ہے کہ یہاں ملک میں ایسا انقلاب اور ایسی جمہوریت کی بحالی ہرگز زیب نہیں دیتی جس میں ہماری مسلم شناخت ہی گم ہوجائے اور ملک کی نظریاتی اساس پر تیشہ چلا دیا جائے اور عملاً جوئے اور شراب کا بازار گرم کردیا جائے جس جمہوریت اور جس انقلاب اور اس کے نتیجے میں قائم ہونے والی حکومت اور اس کی عملی ترجیحات ملک کے اساسی نظریات کے تابع نہیں ہوں گے اور مسلمانوں پر سیکولر جمہوریت مسلط کرنے کی کوشش کی جائے گی تو اسلامی اور اخلاقی نقطہ نظر سے ایسی جمہوریت کے خلاف مسلمانوں پر خروج اور جہاد بھی لازمی ہوجائے گا۔

جہاں اگرچہ دگرگوں قم باذن اللہ
وہی زمیں وہی گردوں ہے قم باذن اللہ

(عبدالقیوم حقانی)